سلام

خطیبِ اعظم علامہ سید سبط حسن نقوی فاطرؔ جائسی

دیں کو بے دینوں نے مطعونِ زمانہ کردیا — مصطفیٰؐ کی آل پر بند آب و دانہ کردیا
گردن و سر کی بلائیں ماں نے لیں وقتِ وداع — ان جھنڈولے بالوں میں اصغرؑ کے شانہ کردیا
مختصر سی بات تھی اک قطرہ پانی کا سوال — موت نے اصغرؑ کی اس کو اک فسانہ کردیا
خاندانِ مصطفیٰؐ کا مارنا مقصود تھا — ظالموں نے ترکِ بیعت کا بہانہ کردیا
اک زمیں ہوتی زمینِ نینوا بھی دہر میں — شاہ نے اس کو جناں کا آستانہ کر دیا
پردہ داروں کو میانِ خاک و خوں رہنے دیا — عورتوں کو شام کی جانب روانہ کر دیا
ہر قدم پر جس کو غش آتا تھا راہِ شام میں — اے فلک اس کو سپردِ تازیانہ کر دیا
دھوپ میں سیدانیاں کیا دیکھتیں لاشِ حسینؑ — کھول کر بالوں کو پیدا شامیانہ کر دیا
اصل میں مقصود تھی بے پردگیٔ آلِ پاک — چادروں کے چھیننے کا اک بہانہ کر دیا
کیوں نہ کھنچ آئے زبانِ تیرِ ظالم راہ میں — حُرملہ نے حلقِ اصغرؑ کو نشانہ کردیا
اے فلک کب تک رہیں زنداں میں آلِ مصطفیٰؐ — قید ہی میں ختم چہلم کا زمانہ کر دیا
جانتا تھا راہِ جنت اس لئے شبیرؑ نے — اپنے آگے قافلہ اپنا روانہ کر دیا
حضرتِ عباسؑ نے دیکھی جو تیروں کی بلا — صدقۂ مشکِ سکینہؑ اپنا شانہ کر دیا

(۲)

ہوا زمیں پہ کہ بالائے آسماں نہ ہوا — علیؑ کے لال کا ماتم کہاں کہاں نہ ہوا
سبھی فرات سے آآکے پی گئے پانی — مگر حسینؑ سا کوئی بھی میہماں نہ ہوا
تمام ہو گئے لے لے کے کروٹیں اکبرؑ — یہ رنج ہے کہ کوئی دردِ دل بیاں نہ ہوا
وہ داغِ مرگِ پسر تھا کہ شاہِ صابر نے — چھپایا پردۂ دل میں مگر نہاں نہ ہوا
جو واقعات ہمارے امامؑ پر گذرے — کسی نبی کا بھی یوں سخت امتحاں نہ ہوا

نکل کے آگئے تیروں کی چھاؤں میں اصغرؑ
ہزار حیف کہ یہ بے زباں جواں نہ ہوا
قریب وقت شہادت تھا دن بھی آخر تھا
پدر سے ماتمِ فرزندِ نوجواں نہ ہوا
پڑی رہی یوں ہی بے دفن میتِ شبیرؑ
سوائے رحمتِ حق کوئی پاسباں نہ ہوا
برائے نام مسلمان جمع تھے لاکھوں
پر ان میں ایک بھی بچے پہ مہرباں نہ ہوا
عطش کے حال کو قاتل سے کہہ گئے شبیرؑ
یہ تشنگی تھی کہ خنجر تلک رواں نہ ہوا
وہ قصۂ غم حسرت جو شاہ پر گذرا
سبھی تو کہتے ہیں پر آج تک بیاں نہ ہوا